کولمبیا کے مسلمانوں کی حالت زار

مفتی جنید انور

جمہوریہ کولمبیا براعظم امریکہ کے شمال میں پانامہ اور وینزویلا کے درمیان واقع ہے، مغرب میں بحر الکاہل، شمال میں بحیرۂ کیریبین، شمال مغرب میں جنوبی امریکہ، مشرق میں وینزویلا اور برازیل، جنوب میں پیرو اور ایکواڈور۔

اس کا رقبہ 1,138,910 مربع کلومیٹر ہے، جب کہ کل آبادی 42,954,279 ہے۔ رقبے کے لحاظ سے لاطینی امریکہ میں کولمبیا کا نمبر چوتھا ہے۔ اس سے پہلے برازیل، ارجنٹائن اور وینزویلا کا نمبر ہے۔ ۴۰ فیصد رقبہ قابل زراعت ہے، ۲ فیصد رقبے پر مستقل فصلیں کاشت کی جاتی ہیں۔ ۲۹ فیصد رقبے پر جنگلات اور لکڑی پائی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ متفرق رقبے میں شہری علاقے اور بیکار زمین ہے۔ یہاں کی آبادی تقریباً ۳۶ ملین ہے۔ جس میں ۵۸ فیصد میتیزو (Metizo) آبادی ہے یعنی ہسپانوی اور ہندی باشندوں کی مخلوط نسل پر مشتمل افراد۔

ملاٹو باشندے یعنی ہسپانوی اور افریقی مخلوط نسل پر مشتمل افراد کا تناسب ۲۰ فیصد ہے۔ سفید فام ۲۰ فیصد اور ملے جلے سیاہ اور گندمی لوگ ۲ فیصد، مذاہب میں رومن کیتھولک ۹۴ فیصد اور پروٹسٹنٹ ۴ فیصد ہیں۔ باقی دو فیصد میں مسلمان اور دیگر مذاہب کے لوگ شامل ہیں۔ سرکاری زبان ہسپانوی ہے اور طرز حکومت ڈیموکریسی ہے۔

اسپین نے یہاں پر ۱۵۰۹ء میں قبضہ جمانا شروع کیا اور ۱۵۴۰ء تک یہاں کی قدیم بادشاہتوں کو جو مقامی سرخ ہندی باشندوں نے قائم کی ہوئی تھیں، ختم کر دیا اور کولمبیا اور اس سے ملحقہ وسیع علاقوں پر اپنا اقتدار قائم کر لیا۔ یہ نئی مملکت (New Granada) یا نیا غرناطہ کہلائی۔ یہ اقتدار ۳۰۰ سال تک قائم رہا۔ ۱۸۱۹ء میں کولمبیا نے آزادی حاصل کر لی۔ شروع میں کولمبیا ایک وفاق کا حصہ تھا، جس میں ایکواڈور، پانامہ اور وینزویلا شامل تھے، لیکن ایکواڈور اور وینزویلا ۱۸۳۰ء میں اس وفاق سے علیحدہ ہو گئے اور ۱۹۰۳ء میں کولمبیا ان سے الگ ہوا۔ یہاں کا دارالحکومت بوگوٹا ہے۔

مسلمانوں کی یہاں آمد سولہویں صدی کے بعد ہوئی جو زیادہ تر ہندوستان، پاکستان، لبنان، شام اور مشرق وسطیٰ کے دیگر ممالک سے تعلق رکھتے تھے، پھر پہلی جنگ عظیم کے بعد اس رجحان میں مزید اضافہ ہوا کیونکہ

مشرق اوسط کی سیاسی واقتصادی حالت خراب ہوچکی تھی۔

اس کے بعد مسلمانوں کی کولمبیا کی طرف دوسری ہجرت پچاس کی دہائی میں شروع ہوئی۔اس ہجرت میں عیسائی اور مسلمان عرب دونوں شامل تھے۔ان ممالک (کولمبیا، برازیل، ارجنٹائن) تک پہنچنے کے بعدان مسلمانوں کا خصوصی مسئلہ وہاں مستقل رہائش اختیار کرنے کا تھا۔جس کا واحد اور دیر پا حل اس وقت کسی کولمبیائی خاتون سے شادی کرنا تھا۔اس شادی کا دوسرا فائدہ یہ بھی ہوتا تھا کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ تک جانے کا راستہ بھی ہموار ہوجاتا تھا۔مگراس شادی کے لئے شرط یہ تھی کہ چرچ میں حاضر ہوکر کولمبیائی عیسائی خاتون سے شادی کا اقرار کرنا پڑتا تھا۔یہ چیز دیکھ کر مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد نے ان عیسائی خواتین سے شادی کی، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلامی تشخص ختم ہوگیا اور مسلمان خاندان کی شناخت دشوار ہوگئی کہ ایسے جوڑوں کی اولاد عموماً اپنی والدہ کے مذہب کے مطابق چرچ میں حاضری دیتی تھی اور عیسائی مذہبی تقریبات میں شرکت کرتی تھی۔

مسلمانوں کی تعداد کے حوالے سے مختلف تعداد سامنے آئی ہے۔ڈاکٹر کتانی کے مطابق ۱۹۵۱ء میں یہ تعداد ۶ ہزار اور ۱۹۷۱ء میں دس ہزار تھی۔۱۹۸۳ء میں ایران کی وزارتِ اسلامی کے انگریزی رسالہ مجوبہ میں کولمبیا سے بھیجے ہوئے ایک مکتوب میں مسلمانوں کی تعداد ۴۰ ہزار بتائی گئی ہے، نیز لکھا ہے کہ عرب تاجر کافی تعداد میں ہیں۔ مگر کوئی مسجد یا اسلامی مرکز نہیں۔المجتمع کویت نے اپنی رجب ۱۴۲۶ھ کی اشاعت میں بتایا ہے کہ مسلمان کی تعداد ۱۲ ہزار ہے۔مگر راقم کی تحقیق کے مطابق یہاں مسلمانوں کی حقیقی تعداد ۸۵،۹۰۸ ہے۔جو کل آبادی کا 0.2 فیصد ہے۔

کولمبیا میں دعوت وتبلیغ کے فرائض سرانجام دینے والے ایک داعی مصطفیٰ عبدالغنی احمد کہتے ہیں: ''ہم کولمبیا کے سفرِ تبلیغ کے دوران مسلمان نسل کے ۱۳۰ افراد سے جن میں سے اکثر کی عمریں ۳۵ سال سے اوپر تھیں، دین اور اس کی اہمیت پر گفتگو کرتے ہوئے نمازِ ظہر کا وقت ہوا تو نماز ادا کی، نماز کی ادائیگی کے بعد ان میں سے ایک شخص یہ کہتا ہوا کھڑا ہوا کہ ''الحمدللہ! ہم نے مرنے سے پہلے اللہ اکبر کا کلمہ سن لیا، ان شہروں میں پچھلے تیس سال سے نہ سنا تھا''۔اور پھر رونے لگا کہ اس کی عمر طویل ضائع ہوگئی''۔اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کولمبیا کے مسلمانوں کی حقیقت حال کیا ہے۔درحقیقت یہاں کے مسلمان اپنے اسلامی تشخص اور دین پر عمل کے حوالے سے انتہائی خطرناک صورتحال ہے۔اسلامی تعلیم کا نہ ہونا، اور مدارس ومساجد، تبلیغی کوششوں اور اسلامی کتب کا نادر وکم ہونا مسلمان قوم کے لئے بڑے مسائل ہیں۔

دوسری طرف یہودی یہاں کی اقتصادیات کے حوالے سے انتہائی مضبوط ہیں، اس لئے ان کا حجم بھی دن بدن بڑھ رہا ہے۔جب کہ وہ مسلمانوں کو تنگ کرنے میں پیش پیش ہیں۔مسلمانوں کی زیادہ تعداد دارالحکومت بوگوٹا، میکاؤ شہر، برانکلیا، کالی اور مایکو میں رہتی ہے۔سب سے زیادہ ارتکاز والی مسلم آبادی میکاؤ شہر میں ملتی ہے۔جہاں تقریباً ۶ ہزار سے زائد مسلمان رہتے ہیں، جن میں سے ۸۰ فیصد سنی مسلمان اور ۲۰ فیصد شیعہ فرقے سے تعلق رکھتے

ہیں۔ یہ سب مسلمان عرب ہیں ان کی وجہ سے میکاؤ شہر کوئی عرب گاؤں لگتا ہے۔

مساجد بہت کم ہیں، مگر کسی میں بھی پانچ وقت کی نماز کا انتظام نہیں، دارالحکومت میں مختلف اسلامی ممالک کے سفارتخانے ہیں مگران کی طرف سے بھی کوئی خاص پیش رفت نہیں۔ جمعہ کی نماز کا بھی کوئی خاص انتظام نہیں ہے۔

ابتدائی آباد کاروں کی اولاد عیسائی ہوگئی ہے اور عربی زبان اور اسلامی تعلیم کو فراموش کررہی ہے۔ اکثریت غریب پھیری والوں پر مشتمل ہے اور جو تاجر اور مالدار ہیں، وہ اپنے نادار بھائیوں کی خبر گیری سے احتراز برتتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ سے خوفزدہ رہتے ہیں، کوئی مرکزی مسلم جماعت نہیں ہے۔ بوگوٹا کے مسلمانوں نے جو فلسطینی ہیں، ۱۹۶۴ء میں ایک اسلامی کلب قائم کرنے کے بجائے ایک فلسطینی کلب قائم کیا ہے۔ ملک میں مسیحی تعصب بہت ہے، اور مسلمان بچوں کو مسیحی مدرسوں میں مجبوراً مسیحی دینی تعلیم حاصل کرنا پڑتی ہے۔

تبلیغی اور دعوتی کوششیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ انفرادی طور پر بعض مسلم جماعتیں یہاں کے مسلمانوں کی امداد اور تعاون کردیتی ہیں مگر اس کا بھی کوئی مربوط نظام نہیں ہے۔ میکاؤ، بوگوٹا، جزیرہ سان انڈروس، سانتامارتا اور کوکوٹا میں مسلمان طلباء حفظ بھی کررہے ہیں مگر قلیل تعداد میں، قرآن کریم، اس کا ترجمہ اور ضروری اسلامی کتب کی قلت ہے ہسپانوی زبان میں ان کتب کا ترجمہ دستیاب نہ ہونے سے بھی کافی مشکلات ہیں۔

ایک کولمبیائی مسلمان کے مطابق: ”کولمبیا، اپنے معاشرے، ماحول، سیاسی اور اقتصادی حالات کی بناء پر اسلام کے پروان کے لئے اچھی جگہ ہے، اس لئے کہ عیسائی اور دیگر اپنے مذاہب سے برگشتہ ہیں اور نئے راستے کی تلاش میں ہیں مگر اسلام کی صحیح تبلیغ نہ ہونے کی وجہ سے لاعلم ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ مسلم ممالک اور تنظیمیں اس معاملے میں کولمبیا کی طرف توجہ دیں“۔

مسلمانوں کی مختلف مقامی تنظیمیں کام کررہی ہیں، جو اپنی ہر ممکن طاقت اور وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے مسلمانوں کے مفاد اور مسائل کے حل کے لئے کام کرتی ہیں، کچھ تنظیمیں نماز وغیرہ و دیگر مذہبی فرائض کی انجام دہی کے لئے جگہ اور مکان وغیرہ کا بندوبست کرتی ہیں اور کچھ اس سے بھی بڑھ کر مسلم بچوں کی دینی تعلیم کا اہتمام کرنے کی بھی کوشش کرتی ہیں۔ گزشتہ ۱۰ برس میں کچھ چھوٹی چھوٹی مساجد تعمیر ہوئی ہیں۔ اور میکاؤ میں المدرسة العربیة الکولمبیا کے نام سے ایک مدرسہ بھی کام کررہا ہے۔ جہاں حفظ و ناظرہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور ہفتہ وار طور پر بالغان کے لئے بھی دینی مسائل اور دین کو سمجھنے کے لئے دینی تعلیم کا انتظام ہے۔ مختلف مقامی مسلم تنظیمیں یہ ہیں:

(۱) الجمعیة الخیریة الاسلامیة فی بیدوبار، (۲) ایسوسی ایشن سنٹر و اسلامیکو ڈی کولمبیا، بوگوٹا، (۳) سنٹرو کلچرل اسلامیکو بوگوٹا، (۴) سنٹرو کلچرل ڈی اسلامیکو ڈی کالی، کالی، (۵) ایسوسی ایشن کلچرل اسلامیکو برانیکا۔ مساجد میں مسجد مؤذنِ رسول، مسجد ذی النورین عثمان بن عفانؓ اور معلیٰ ڈی سانتامارتا قابل ذکر ہیں۔ ان تمام مساجد و تنظیموں کے کام کے باوجود مربوط انداز میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے مزید کام اور محنت کی اشد ضرورت ہے۔ ☆......☆